بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 26/جنوری 2012ء بمطابق 02/ربیع الاوّل 1433ہجری بروز جمعرات بوقت صبح 11 بجکر 40 منٹ پرزیرصدارت جناب محمد اسلم بھوتانی' جناب اسپیکر' بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال' کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام وعلیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب اخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَo وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَّحِیۡنَ تُظۡہِرُوۡنَo یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَیُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَیُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَاط وَکَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَo صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمِ ط

﴿پارہ نمبر ۲۱ سورۃالروم آیت نمبر ۱۷ تا ۱۹﴾

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔ تمام تعریفوں کے لائق آسمانوں اور زمین میں صرف وہی ہے تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو)۔ (وہی) زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، اسی طرح تم (بھی) نکالے جاؤ گے۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

جناب ظہور احمد (سیکرٹری اسمبلی)۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد وانضباط کار کے مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر13 کے تحت جناب اسپیکر صاحب نے حسبِ ذیل اراکین کو اسمبلی کے رواں اجلاس کیلئے علی الترتیب صدر نشین مقرر کیا ہے۔

1۔شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب 2۔جناب طارق حسین مسوری بگٹی صاحب

3۔نوابزادہ طارق مگسی صاحب 4۔غلام جان بلوچ صاحب

جناب اسپیکر۔ وقفہ سوالات۔

سلیم احمد کھوسہ (وزیر زکواۃ، عشر، حج واوقاف)۔ point of order جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر۔ جی سلیم کھوسہ صاحب آن پوائنٹ اف آرڈر۔

سلیم احمد کھوسہ (وزیر زکواۃ، عشر، حج واوقاف)۔ شکریہ جناب اسپیکر! پچھلے دنوں حُروں کے روحانی پیشوا پیر پگارا صاحب لندن میں انتقال کر گئے۔ جناب عالیٰ! پیر پگارا صاحب کا اِس ملک کے تعمیر وتعبیر میں ایک بہت بڑا کردار رہا ہے۔ جب بھی ہمارے ملک پر باہر سے کوئی طاقت نے حملہ کرنے کی کوشش کی تو اُنکے جو حُر تھے اُنہوں نے مجاہد فورس بنائی، تو وہ پاک فوج کے جوانوں اور افسروں کیساتھ شانہ بشانہ ہماری سرحدوں کی حفاظت کرتے رہے۔ تو مَیں اِس ایوان کی توسط سے آپ سے گزارش ہے کہ پیر صاحب کیلئے یہاں فاتحہ کی جائے۔

جناب اسپیکر جی مولوی صاحب! پیر پگارا صاحب کے ایصالِ ثواب کیلئے دُعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر مرحوم کی رُوح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب اسپیکر۔ وقفہ سوالات۔شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب اپنا سوال پکاریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ Question No.284۔

جناب اسپیکر۔ Question No.284, Minister concerned, Minister Education.

☆284 <u>شیخ جعفر خان مندوخیل۔</u>

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

ضلع ژوب میں بوائز/گرلز پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی کل تعداد کسقدر ہے۔ تفصیل دی جائے۔

<u>وزیر تعلیم</u>

ضلع ژوب میں محکمہ تعلیمات (سکولز) بلوچستان کے زیر تحت بوائز اور گرلز سکولوں کی کل تعداد 326 ہے۔اس ضمن میں تفصیل بمطابق Census 2010-11 درج ذیل ہے۔

تعداد پرائمری سکول	تعداد مڈل سکول	تعداد ہائی سکول	

بوائز	گرلز	ٹوٹل	بوائز	گرلز	ٹوٹل	بوائز	گرلز	ٹوٹل
240	43	283	15	09	24	16	03	19

تینوں کیٹگری کے کل سکولوں کی تعداد

کل بوائز سکول	کل گرلز سکول	ٹوٹل سکولز
271	55	326

طاہر محمود خان (وزیر کالجز ہائر ایجوکیشن و ٹیکنیکل ایجوکیشن)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ Answer be taken as read جعفر صاحب! اِس پر کوئی supplementary کریں گے؟۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ نہیں، میرا اِس پر کوئی supplementary نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ شیخ جعفر خان صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل Question No.286

☆286 شیخ جعفر خان مندوخیل۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے۔کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران کلاس اول ادنیٰ تا کلاس دہم تک کتب کی چھپائی/خریداری محکمہ تعلیم نے کی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کتب کی چھپائی/خریداری پر کس قدر رقم خرچ ہوئی۔ نیز ضلع ژوب کیلئے دیئے گئے کلاس وائز کتب سیٹ کی الگ الگ تفصیل بھی دی جائے

وزیر تعلیم

(الف) ہر سال درسی کتب کی چھپائی بلوچستان ٹیکسٹ بورڈ کے توسط سے کروائی جاتی ہے۔اور اس بابت فنڈز محکمہ تعلیم بلوچستان کی جانب سے فراہم کئے جاتے ہیں اور بلوں کی ادائیگی بھی چیئرمین ٹیکسٹ بک بورڈ کو بذریعہ کراس چیک کی جاتی ہے۔ نیز گزشتہ دو سالوں کے دوران بھی چھپائی کا تمام کام بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے ذریعے ہی عمل میں آیا ہے۔اور فنڈز محکمہ تعلیم بلوچستان نے فراہم کئے ہیں۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران کلاس کچی تا کلاس دہم کتب کی چھپائی/خریداری پر خرچے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ برائے سال 2009-10 مبلغ =/21,99,25,281 روپے۔

2۔ برائے سال 2010-11 مبلغ =/19,99,11,452 روپے۔

ضلع ژوب میں فراہم کئے گئے درسی کتب کے سیٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے سال 2009-10

کچی	اول	دوئم	سوئم	چہارم	پنجم	ششم	ہفتم	ہشتم	نہم	دہم

1000	1200	2000	2000	2000	5000	4000	4000	4000	6510	9000

برائے سال 11-2010

دہم	نہم	ہشتم	ہفتم	ششم	پنجم	چہارم	سوئم	دوئم	اول	کچی
960	980	1050	1250	1620	1920	2280	3150	4380	5660	7300

طاہر محمود (وزیر کالجز ہائر ایجوکیشن ٹیکنیکل ایجوکیشن)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ Answer be taken as read, any supplementary on 286.

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ اسمیں دیکھ لیں۔ جناب اسپیکر کی توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ برائے سال 2009ء۔2010ء میں مبلغ =/21,99,25,281 روپے ہے جبکہ 2011-2010ء میں =/19,99,11,452 روپے ہے یعنی کہ دو ملین کم ہوا ہے۔ یہ کتاب تو زیادہ ہونا چاہئے تھی یہ کم کیوں ہوئے ہیں؟۔

جناب اسپیکر۔ جی منسٹر صاحب۔

طاہر محمود (وزیر کالجز ہائر ایجوکیشن ٹیکنیکل ایجوکیشن)۔ جناب اسپیکر! اِس سلسلے میں مَیں گزارش یہ کرونگا کہ پچھلے سال ہماری تقریباً ایک کروڑ روپے کی کتابیں زیادہ چھپ گئی تھیں، جو ہمارے پاس اسٹاک تھی، اِس لئے ہم نے اسے کم کیا، ان پیسوں کو کم کرنے کی وجہ سے ہم پسے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ صحیح ہے کہ کتابیں جو چھپی ہیں وہ صحیح سکولوں تک پہنچی بھی ہیں۔ یہ رپورٹ صحیح ہے۔

جناب اسپیکر۔ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایک کروڑ کی کتابیں زیادہ چھپ گئی تھیں، اس وجہ سے ہمارے پاس بچ گئی ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ جس وقت آپ منسٹر تھے اُس وقت زیادہ چھپیں؟۔

طاہر محمود (وزیر کالجز ہائر ایجوکیشن ٹیکنیکل ایجوکیشن)۔ میں الحمدُللہ اب بھی منسٹر ہوں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ لیکن اب تو کتابوں کا منسٹر کوئی اور ہے۔

جناب اسپیکر۔ یہ ہائر ایجوکیشن کے منسٹر ہیں۔ بہرحال ٹھیک ہے مناسب جواب ہے۔ شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب اگلا سوال پکاریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ Question No. 287۔

جناب اسپیکر Question No.287, Minister concerned.۔

☆287 <u>شیخ جعفر خان مندوخیل۔</u>

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

گزشتہ دو سالوں کے دوران محکمہ تعلیم نے بوائز/گرلز سکولوں کی مرمت کیلئے کل کسقدر فنڈز جاری کئے ہیں؟ فنڈز کی سکولز وار تفصیل دی جائے۔ نیز کیا حکومت رواں مالی سال کے دوران ضلع ژوب میں مزید سکولوں کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے۔

وزیر تعلیم

گزشتہ دو سالوں کے دوران محکمہ تعلیمات بلوچستان نے ضلع ژوب کے بوائز اور گرلز سکولوں کی مرمت کی مد میں مبلغ 1,14,58,000 روپے برائے مالی سال 11-2010 کے بجٹ میں فراہم کیئے سکول وائز تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

نیز رواں مالی سال کے دوران بھی ضلع ژوب کے مزید سکولوں کی مرمت کے لئے فنڈز مختص کئے جائینگے اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ژوب کی جانب سے جونہی قواعد وضوابط کے تحت Formalities پوری کرلی جائے گی تو مزید سکول عمارات کی مرمت کیلئے عملی اقدامات اٹھائے جائیں گے۔

ضلع ژوب کے سکولوں کی عمارات کی مرمت کی تفصیل۔

نمبر شمار	سکول کا نام	فراہم وخرچ کردہ فنڈز کی تفصیل
1	گرلز کمیونٹی ماڈل سکول شہاب زئی	200000
2	گرلز ہائی سکول ناصر آباد	500000
3	گرلز ہائی سکول ژوب سٹی	700000
4	گرلز مڈل سکول اپوزئی ساکی	200000
5	گرلز مڈل سکول خروٹ آباد	300000
6	گرلز مڈل سکول شیخان ٹاؤن	350000
7	گرلز مڈل سکول وڈھ شیخان	250000
8	گرلز مڈل سکول ژوب ملیشیا	300000
9	گرلز پرائمری سکول میناویالہ اکرم	150000
10	گرلز پرائمری سکول بابو محلّہ	250000
11	گرلز پرائمری سکول کمیونٹی ناصر آباد	200000
12	گرلز پرائمری سکول عیدگاہ گنج محلّہ	208000
13	گرلز پرائمری سکول پولیس لائن	200000
14	گرلز پرائمری سکول ریاض العلوم	250000
15	بوائز ہائی سکول کلی مندیزئی	500000
16	بوائز ہائی سکول قلعہ شیرک	500000

17	بوائز ہائی سکول شیخان	300000
18	بوائز ہائی سکول ویالہ اکرم	100000
19	بوائز ہائی سکول قمر دین	500000
20	بوائز ہائی سکول ژوب ملیشیا	700000
21	بوائز ہائی سکول وڈھ شیخان	700000
22	مڈل سکول کلی باز خان	100000
23	گرلز مڈل سکول حسن زئی	200000
24	گرلز مڈل سکول شیخان ژوب	300000
25	گرلز پرائمری سکول لوراحیدر خان	200000
26	بوائز ہائی سکول کلی تنگی ژوب۔	100000
27	بوائز مڈل سکول کلی حضرت صاحب	300000
28	بوائز مڈل سکول نیو ٹاؤن ژوب	300000
29	بوائز مڈل سکول سمبازہ	200000
30	بوائز مڈل سکول سرکچھ	300000
31	بوائز ماڈل ہائی سکول ژوب	600000
32	بوائز پرائمری سکول منائی عبدالقیوم مردانزئی	100000
33	بوائز پرائمری سکول نیودرگئی	100000
34	بوائز پرائمری سکول پسماندئی تورادرگہ	50000
35	بوائز پرائمری سکول سوہی شیخان	100000
36	بوائز پرائمری سکول تنگہ مردانزئی	200000
37	بوائز پرائمری سکول ژوب نمبر 1	100000
38	بوائز پرائمری سکول حسین نکہ سمبازئی	200000
39	بوائز پرائمری سکول جان آباد	50000
40	بوائز پرائمری سکول تورتنگئی سرئی عبداللہ	50000
41	بوائز پرائمری سکول چکاں شاہ ولی ژوب	100000
42	بوائز پرائمری سکول درگاہ مندیزئی	50000
43	بوائز پرائمری سکول دیراگئی سفرخان ژوب	100000
44	بوائز پرائمری سکول خرتنگئی	150000
45	بوائز پرائمری سکول خروٹ آباد	150000
46	بوائز پرائمری سکول کلی مومن گل کچھ	200000

47	بوائز پرائمری سکول کلی شرن	100000
48	بوائز پرائمری سکول لوارا عبداللہ	50000
49	بوائز پرائمری سکول نیوئے میناحاجی خدائے نظر	100000
50	بوائز پرائمری سکول ریلوے کالونی ژوب	150000
51	بوائز پرائمری سکول روحک مراد خان	100000
52	بوائز پرائمری سکول عثمان زئی بابر	100000
53	بوائز پرائمری سکول زاکونکہ ژوب	100000
	ٹوٹل:۔	11458000

طاہر محمود(وزیر کالجز ہائر ایجوکیشن و ٹیکنیکل ایجوکیشن)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ Answer be taken as read, any supplementary on 287?

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ No supplementary

جناب اسپیکر۔ No Supplementary, شیخ جعفر صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ Question No. 288.

جناب اسپیکر۔ Question No. 288, Minister Education.

☆288 شیخ جعفر خان مندوخیل۔

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

گزشتہ دو سالوں کے دوران یکم جولائی 2009 تا تاحال محکمہ تعلیم نے صوبہ بھر کے سکولوں کو فرنیچر کی مد میں کسقدر فنڈز فراہم کی گئی ہیں؟ ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر تعلیم

اس ضمن میں آگاہ کیا جاتا ہے کہ محکمہ تعلیمات بلوچستان کی جانب سے صوبہ بھر کے سکولوں کو مالی سال 2010-11ء کے دوران فرنیچر کی خریداری کے لئے فنڈز جاری/منظور کیئے گئے۔ جاری شدہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔(مالی سال 2010-11) مبلغ=/97,33,410 روپے

2۔(مالی سال 2010-11) مبلغ=/200,000,000 روپے

3۔کل فراہم کردہ بجٹ/فنڈز =/20,97,33,410 روپے

(برائے خریداری فرنیچر) کی ضلع وار تفصیل از سال 2009 تاحال ذیل ہے۔

نمبر شمار	ڈسٹرکٹ	فنڈز برائے مڈل سکولز	فنڈز برائے ہائی سکولز
1	آواران	85435	245460

2	بارکھان	256305	....
3	کچھی	85435	....
4	ڈیرہ بگٹی	170870	....
5	گوادر	170870	490920
6	چاغی	170870	490920
7	جعفرآباد	170870	....
8	جھل مگسی	85435	....
9	قلعہ عبداللہ	170870	245460
10	قلعہ سیف اللہ	256305	245460
11	قلات	256305	....
12	کیچ	427175	....
13	خاران	170870	245460
14	کوہلو	170870	....
15	خضدار	85435	255460
16	لسبیلہ	170870	490920
17	لورالائی	256305	....
18	مستونگ	170870	....
19	موسیٰ خیل	85435	....
20	نصیرآباد	170870	....
21	پنجگور	256305	....
22	پشین	512610	736380
23	کوئٹہ	1170870	....
24	سبی	256305	....
25	ژوب	256305	....
26	زیارت	256305	....
	ٹوٹل	6296970/- روپے	3436440/- روپے
	صوبہ بھر کے سکولوں کے لئے فرنیچر کی مد میں فراہم کردہ ٹوٹل فنڈز		9733410/- روپے

ضلع وار تفصیل بسلسلہ فراہمی فنڈ برائے فرنیچر

(یہ فنڈز فنانس ڈیپارٹمنٹ نے براہ راست بجٹ برائے مالی سال 2010-11 میں جاری کئے)

نمبر شمار	ڈسٹرکٹ	فراہم کردہ بجٹ/فنڈز

1	آوران	49,27,000
2	بارکھان	43,80,000,
3	کچھی	61,86,000,
4	ڈیرہ بگٹی	41,40,000
5	گوادر	57,65,000
6	چاغی	41,12,000
7	جعفرآباد	13,216,000
8	جھل مگسی	39,86,000
9	قلعہ عبداللہ	79,58,000
10	قلعہ سیف اللہ	70,09,000
11	قلات	63,41,000
12	کیچ	128,44,000
13	خاران	4506,000
14	کوہلو	4626,000
15	خضدار	90,26,000
16	لسبیلہ	11213,000
17	لورالائی	7930,000
18	مستونگ	6257,000
19	موسیٰ خیل	2791,000
20	نصیرآباد	5926,000
21	پنجگور	7613,000
22	پشین	13540,000
23	کوئٹہ	18854,000
24	سبی	5146,000
25	ژوب	5779,000
26	زیارت	3880,000
27	نوشکی	53,71,000
28	ہرنائی	2510,000
29	شیرانی	14,90,000
30	واشک	2678,000

	ٹوٹل	200,000,000/=

طاہر محمود (وزیر کالجز ہائر ایجوکیشن ٹیکنیکل ایجوکیشن)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ Answer be taken as read, any supplementary on 288

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ No supplementary.

جناب اسپیکر۔ وقفہ سوالات ختم۔علی مدد جتک صاحب! آپ دیکھیں ہمارے کچھ صحافی پریس گیلری سے جا چکے ہیں۔ذرا دیکھ آئیں اُنکا کیا مسئلہ ہے۔آپ اور طاہر محمود اگر دونوں please چلے جائیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ صحافیوں نے شکایت کی تھی کہ پی ٹی وی نے 9یا10 ملازمین کو۔۔۔

جناب اسپیکر۔ جعفر صاحب! آنے دیں معزز ممبران کو May be اِنکا کیا grievance ہے۔ Let them narrate it themselves.۔سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب ظہور احمد (سیکرٹری اسمبلی)۔ انجینئر زمرک خان صاحب، ذاتی مصروفیات کے سلسلے میں کراچی گئے ہوئے ہیں، اُنہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترمہ ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری صاحبہ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترم جان علی چنگیزی صاحب سرکاری امور کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔اُنہوں نے آج اور 28 جنوری کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترمہ عظمیٰ احد پیر علی زئی صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترم محمد یونس ملازئی صاحب میڈیکل چیک اَپ کیلئے کراچی گئے ہوئے ہیں۔اُنہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترم محمد امین عمرانی صاحب کوئٹہ سے باہر سرکاری مصروفیات کے سبب آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔سردارزادہ ناصر خان جمالی صاحب اپنے حلقے میں مختلف امور میں مصروفیات کی وجہ سے مورخہ 26اور 28 جنوری کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔میر قمبر علی لہڑی صاحب علاج و معالجہ کے غرض سے کراچی میں ہے اُنہوں نے آج اور 28 جنوری کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ سرکاری دَورے پر اسلام آباد گئی ہوئی ہیں۔اُنہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترم کیپٹن (ر) عبدالخالق اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کے سبب آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔سردار مسعود علی خان لونی دُکی چمالنگ میں کچھ قبائلی معاملات نمٹانے میں مصروف ہونے کے سبب آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔میر حمل کلمتی صاحب سرکاری امور کے سلسلے میں گوادر میں ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔میر ظہور احمد بلیدی صاحب سرکاری امور کے سلسلے میں گوادر میں ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترم جعفر جارج صاحب اسلام آباد سرکاری دَورے پر گئے ہوئے ہیں۔اُنہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترمہ حُسن بانو صاحبہ نے ناسازی طبیعت کے باعث آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔محترمہ زرینہ زہری صاحبہ ناسازی

طبیعت کے باعث آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔میر عبدالرحمٰن مینگل صاحب سرکاری دَورے پر کوئٹہ سے باہر ہونے کی سبب آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔مس راحیلہ حمید خان درانی صاحبہ کوئٹہ میں نہ ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ Law Minister Sahiba! قائد ایوان سے بات کریں، اسطرح تو اسمبلی کا چلنا بہت مشکل ہوگیا۔تمام وزراء، درخواست، چھٹی کیسے یہ اسمبلی چلے گی؟ اور This is your responsibility being Law and Parliamentary Affairs Ministrer to ensure the attendance of Members in the Assembly. سوال یہ ہے کہ آیا درخواستیں منظور کی جائیں؟ درخواستیں منظور کی جائیں؟ تمام چھٹی کی درخواستیں نامنظور کی جاتی ہیں۔

شیخ جعفر مندوخیل صاحب! آپ اپنی تحریک التواء پیش کریں۔جی عبدالخالق بشر دوست صاحب۔ جعفر صاحب! بشر دوست صاحب دومنٹ لیں گے۔نہیں یہ انکی تحریک التواء تھی مَیں نے ان سے کہا تھا آپ فرمائیں پھر میں جعفر صاحب کوفلور دونگا۔

عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات)۔ جناب اسپیکر صاحب! میں عرض کرنا چاہونگا کہ تقریباً دوڈھائی ہفتے پہلے میرے حلقہ PB-18 میں ایف سی کی طرف سے مرغہ کبزئی میں ایک آپریشن کیا گیا۔

جناب اسپیکر۔ کس کی طرف سے؟

عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات)۔ ایف سی، کی طرف سے آپریشن کیا گیا اور وہاں اُنکو ایک ملزم مطلوب تھا جو وہاں موجود نہیں تھا اور اُنکو وہ پکڑ بھی نہیں سکے لیکن اتنا بے تحاشا آپریشن کیا گیا کہ وہاں پر اُن لوگوں نے پانچ آدمیوں کو شہید کیا اور اُسکے علاوہ ایک آدمی جو وہاں دیہاتی تھا وہ بیچارہ ڈر کی وجہ سے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا تو ایف سی والوں نے وہاں ہینڈ گرنیڈ پھینکا اور گرنیڈ کے پھٹتے ہی وہ سارا کمرہ زمین بوس ہوا اور اُس پر آگ لگ گئی۔اور وہ بندہ زندہ جل گیا۔اور اِسکے ساتھ ہی وہاں راکٹ لانچر اُن کمروں میں چلائے گئے تھے، جسکو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔وہاں راکٹ لانچر چلنے کی وجہ سے سوراخ پڑ گئے تھے، سارے کمرے گر گئے تھے اور وہاں جتنے لوگ تھے اُنکو پکڑا گیا۔حتیٰ کہ عورتوں اور بچوں کو بہت ہراساں کیا گیا۔ایک ایف سی کے سپاہی نے قرآن کریم کولات مارتے ہوئے کہا ''کہ چھوڑو! یہ وقت قرآن مجید کو سنبھالنے کا نہیں ہے''۔اور اسطرح اُن لوگوں نے بے تحاشا ظلم کیا۔پانچ آدمیوں کو شہید کیا اور 9 کے قریب آدمیوں کو گرفتار کیا۔میں مطالبہ کرونگا کہ حکومت بلوچستان اِس معاملے کی تحقیقات کرائے۔اور متعلقہ ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرے۔ایف سی کے جتنے بھی اہلکار تھے جنہوں نے یہ کارروائی کی، اُنہوں نے نہ تو کمشنر کو بتایا اور نہ ڈی سی کو بتایا۔میں نے ڈی سی صاحب سے کئی مرتبہ contact کیا اُنہوں نے کہا''کہ ہمیں بائی پاس کیا گیا ہے۔ہمارا فون نہیں اُٹھایا جا رہا

ہے۔اورہمیں کچھ نہیں بتایا گیا ہے"۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے بشر دوست صاحب آپکا point on record آ گیا۔ Law Minister Sahiba مہربانی کرکے اِس point کو دیکھیں، Home Department سے take-up کریں کہ What actually happened there?۔ٹھیک ہے جی۔ جی جعفر خان صاحب آپ اپنی تحریک التواءنمبر 1 پیش کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ تحریک التواءنمبر 1۔میں اسمبلی قواعدوانضباط کار مجریہ 1974ءکے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔تحریک یہ ہے کہ موسم سرما شروع ہوتے ہی بالعموم بلوچستان خصوصاً ضلع کوئٹہ میں سوئی سدرن گیس کمپنی غیر ذمہ دارانہ اور انتہائی ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غیراعلانیہ لوڈ شیڈنگ اور گیس پریشر میں دیدہ دانستہ طور انتہائی کمی کر دیتی ہے جس کے باعث عوام کی گھریلو چولہے ٹھنڈے ہونے کے ساتھ معصوم بچوں اور مریضوں کو بھی سردی سے ٹھٹھرنا پڑتا ہے۔یہاں تک کہ بچے اور بوڑھے نمونیہ جیسے مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔جس سے غریب عوام کی مشکلات اور پریشانیوں میں مزید اضافہ ہورہاہےاورانسانی قیمتی جانیں تک ضائع ہوتی ہیں۔لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اِس اہم عوامی نوعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔(اخباری تراشہ منسلک ہے)۔

جناب اسپیکر۔ جی شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب،اس بابت آپ مزید کچھ کہیں گے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ جناب اسپیکر! یہ حالت ہماری کینٹ کی بھی ہے،سریاب کی، کیچی بیگ کی اور کچلاک کی کیا حالت ہوگی وہ آپ اندازہ اُس پر لگا سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی ہے ہمارے صوبے کے ساتھ، کہ اس طرح کا حربہ ہمارے ساتھ رکھا گیا ہےاور یہ جو کہتے ہیں"کہ پریشر نہیں ہے"۔ پریشر نہیں ہے تو یہ انکی نااہلی ہے۔یا اُنکی کوئی دلچسپی نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔اُسی وقت پریشر بڑھا کر کے سارے کوئٹہ کو گیس سپلائی ہوتی تھی۔ پھر آپ ترتیب سے بھی دیکھ لیں کہ اسوقت جو کوئٹہ میں situation ہے پچھلے ایک ہفتے سے برفباری ہورہی ہیں اور 12 minus تک temperature جب جاتا ہے different تو آپکا گیس نہیں ہوگا تو اور کیا طریقہ ہوگا۔ پہلے اسٹوپ سسٹم تھا جس میں گٹکے یا کوئلہ جلا دیتے تھے۔ابھی تو میرے اپنے گھر میں وہ نہیں جلا سکتے ہیں کیونکہ انگیٹھیاں ہی لوگوں نے ختم کر دیئے ہیں۔پچھلے بیس سال سے گیس چل رہا ہے اسلئے وہ سسٹم بھی ختم ہوگیا ہے۔لوگ کمبل لیکر کے بیٹھے ہوتے ہیں اور ایک انتہاہی غیر مناسب انکار رویہ ہے اسکی وجہ سے لوگوں کو اس وقت شہر کا سب سے بڑ مسئلہ یہ بنا ہوا ہے۔لوگ آ کر کہتے ہیں "کہ بھائی! آپ منتخب نمائندے ہیں آپ حکومت میں ہیں آپ کیا کر رہے ہیں؟۔کیوں آپ بلوچستان کے

حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ کہ کم از کم ہم کو وہ اپنی گیس جو نکل رہی ہے اسمیں ہم کو priority ملے۔ اور آپکو بتا تا چلوں کہ اٹھارویں ترمیم میں یہ ضمانت ہے کہ جس صوبے سے جو وسائل نکلیں گے سب سے زیادہ پہلے اُس صوبے میں پھیلایا جائیگا۔ اول تو کوئٹہ کے ماسوائے کہیں بھی گیس نہیں ہے۔ نہ ژوب میں، نہ لورالائی میں نہ خضدار میں نہ آپکے ضلع میں نہ دوسروں میں۔ اور یہ جو 1958ء سے اس صوبے سے گیس نکل رہی ہے آج تک اس صوبے کو نہیں ملی۔ پھر ایک مارشل لاء گورنمنٹ آئی، اُنہوں نے کوئٹہ کو تو گیس دے دی۔ آج پھر یہ حالت کر دی وہی کوئٹہ ہے وہ نہیں پورا ہو رہا ہے اور اِسی وجہ سے گیس کا آنا، گیس کا بند ہونا، گیس کا چالُو ہو جانا اُسمیں لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ اور یکدم گیس بند ہو جاتی ہے، ہیٹر بند ہو جاتے ہیں، پھر دوبارہ جب چالُو ہو تو وہ گیس کمرے میں پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ ہر سال بہت زیادہ انسانی جانوں کا نقصان ہوتا ہے کتنے لوگ اس گیس پریشر سے مرے ہیں۔ کتنے لوگ دم گھٹنے سے مرے ہیں وہ بھی آپ دیکھ لیں وہ بھی اسی کی وجہ ہے۔ کیونکہ چالُو گیس جب بند ہو جاتا ہے تو دوبارہ جب پھر چالو ہو جاتا ہے اسمیں انکا نقصان ہوتا ہے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو گیس پریشر سے line losses ہو رہی ہیں، گیس کا پریشر کم ہے۔ اُس پر لوگوں کا خرچ بھی زیادہ آ رہا ہے۔ وہاں سے گیس show کر رہا ہے'' کہ ہمارے پاس آ رہے ہیں، آگے consume نہیں ہو رہا ہے۔ وہ line losses سب صارفین پر پڑتے ہیں۔ یعنی جو یونٹ اگر ہم کو دس روپے میں جو بل ہمارے پاس ہزار روپے کا آنا چاہیے تو اسکی وجہ سے وہ پندرہ سو بارہ تیرہ سو میں چلا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ پریشر کے نہ ہونے کی وجہ سے جلتا نہیں لیکن آپکا میٹر اسکو show کرتا ہے۔ اس پر میرے خیال تھا کہ اس وقت سب سے بڑا عوامی مسئلہ بھی یہ بنا ہوا ہے کہ آپ اسمبلی کی کارروائی اگر روک لیں اور اسکے اوپر کوئی ٹائم دیدیں تاکہ اسکے اوپر discussion کر لیں۔-

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے، صرف میں گورنمنٹ کا موقف لے لو۔ لاء منسٹر صاحبہ آپ اِس پر کچھ بات کریں گی یا ?Should I put it for vote کہ جی اِس کو دو گھنٹے کے بحث کیلئے کر لیں یا اگر آپ اس پر کچھ کہنا چاہتی ہیں تو بتا دیں؟

بیگم شمع پروین مگسی (وزیر قانون و پارلیمانی امور و انفارمیشن ٹیکنالوجی)۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب میرے خیال میں اسکو دو گھنٹے کیلئے اگر بحث کیلئے رکھ لیں۔

جناب اسپیکر۔ ok, ok.۔ جو اراکین جعفر خان کی تحریک التواء نمبر 1 کے حق میں ہیں کہ 2 گھنٹے بحث کیلئے اِسے منظور کیا جائے .They may raise their hands۔ ٹھیک ہے جی۔ تحریک قاعدہ نمبر

75 شق (2) کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہے لہٰذا یہ تحریک التواء مورخہ 28 جنوری کے اجلاس میں 2 گھنٹے بحث کیلئے باضابط قرار دی جاتی ہے۔ جی علی مدد جتک صاحب! آپ اور طاہر صاحب گئے تھے صحافیوں کا کوئی مسئلہ تھا اُنکا problem بتایئے؟

علی مدد جتک (منسٹر مواصلات وتعمیرات)۔ جناب اسپیکر! ہمارے صحافی بھائیوں نے جو بائیکاٹ کیا تھا اُنکا یہ مسئلہ تھا کہ سماء چینل کے دس ہمارے بلوچستان کے نمائندے ہیں، ان کو نکالا گیا ہے۔ یہ ایک معاشی قتل ہے۔ بغیر کسی وجہ نہ کوئی نوٹس کے کیا گیا ہے، ہم سب اُن لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اسلئے اِن لوگوں نے بائیکاٹ کیا تھا۔ اِن لوگوں کا مطالبہ ہے کہ آپ لوگ اُن سے بات کریں۔ اگر اُن لوگوں نے ہمارے لوگوں کو واپس بحال نہیں کیا تو یہ تو پھر ظلم ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں سے نکالا ہے مگر بلوچستان جو کہ ایک پسماندہ صوبہ ہے اگر اس کے لوگوں کو بحال نہیں کیا گیا تو ہم سب ان لوگوں کا ساتھ دینگے۔ صحافیوں کا یہی مطالبہ تھا۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔ میں اسمبلی کے توسط سے سماء ٹی وی چینل کی انتظامیہ سے گزارش کرونگا کہ وہ مہربانی کرکے بلوچستان کے حوالے سے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ اور جو اِنکے کارکن یہاں سے نکالے گئے ہیں اُنکو دوبارہ بحال کرے کیونکہ ہمارا صوبہ ایک تو واقعی پسماندہ ہے اور پھر بیروزگاری کا جو اس وقت ہمیں سامنا ہے ہم مزید بیروزگاری کو afford نہیں کرسکتے۔ امید ہے کہ سماء ٹی وی اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریگا۔ یہ میری اُن سے گزارش ہے۔ حاجی علی مدد جتک صوبائی وزیر اپنی قرارداد نمبر 75 پیش کریں۔

علی مدد جتک (وزیر مواصلات وتعمیرات)۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ قرارداد نمبر 75۔ یہ ایوان اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ موجودہ جمہوری نظام جو کہ چار سال مکمل کرنے والا ہے پاکستانی عوام کی عظیم قربانیوں سے معرض وجود میں آیا ہے۔ نیز یہ اسمبلی بارہا اِس یقین (عزم) کا اظہار کرتی آرہی ہے کہ پاکستان کا مستقبل اور عوام کی فلاح و بہبود جمہوری اداروں اور جمہوری عمل کے جاری رہنے میں ہے۔ اور آئینی حکومت ہی قومی مسائل کے حل فیڈریشن کی مضبوطی اور پاکستانی عوام کو با اختیار بنانے کا ذریعہ ہے۔ یہ اسمبلی اِس بات پر بھی یقین رکھتی ہے کہ جمہوریت اور جمہوری اداروں کو جاری رکھنے کیلئے اختیارات کی تقسیم میں بنیادی اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور تمام ملکی اداروں کو اپنے طے شدہ حدود میں رہ کر کام کرنا چاہیے۔ یہ اسمبلی خیال کرتی ہے کہ اختیارت کی تقسیم کی بنیادی اصولوں سے انحرافات اور ایک ادارے کا دوسرے ادارے میں مداخلت اور جمہوری عمل کیلئے نقصاندہ ہوگی۔ اِس سے لازمی طور پر بچنا چاہیئے۔ یہ ایوان یہ بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اختیارات کی تقسیم کا بنیادی اصول اور اداروں کی ایک دوسرے کے اختیارات وامور میں مداخلت نہ کرنے کا اصول قائم رکھا جائے۔

یہ اسمبلی جناب صدر آصف علی زرداری اور جناب وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی جمہوریت کو مضبوط بنانے کیلئے کی گئی کاوشوں اور کوششوں کی مکمل تائید کرتی ہے۔ اور ان کی راہنمائی اور سربراہی پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتی ہے۔

جناب اسپیکر۔ قرارداد نمبر 75 پیش ہوئی۔ جی آپ اس پر مزید کچھ بات کرنا چاہینگے؟

علی مدد جتک (منسٹر مواصلات وتعمیرات)۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ جمہوری حکومت اپنے 4 سال پورا کرنے کو جارہی ہے۔ کچھ ایسے لوگ جو کہ ہمیشہ جمہوریت کے خلاف، وہ پروپیگنڈہ، جمہوری حکومت کے خلاف ہمیشہ وہ سازش کررہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اِس ملک کی بقاء، اِس پاکستان کی بقاء اِس جمہوریت میں ہے۔ ہم سب جتنے بھی پاکستان کے لوگ ہیں۔ چاہے اِس صوبے کے لوگ ہیں، ہم سب اپنے Co-Chairman جناب آصف علی زرداری اور وزیر اعظم پاکستان جناب گیلانی صاحب کی قیادت پر ہم اعتماد کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ افواہوں پر ہم کان نہ دھریں، جمہوری حکومت کو اپنے پانچ سال پورا ہونے دے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جمہوری حکومت خصوصاً موجودہ حکومت اپنے پانچ سال پورے کرکے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی کارکردگی پر 2013ء میں ہم الیکشن میں جائینگے۔ جناب اسپیکر! آپ دیکھیں ایک غیر ملکی ایک message پر ایک افواہ چلا رہا ہے ہمارے حقانی صاحب کے خلاف، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک انٹرنیشنل جھوٹا آدمی ہے اُسکا کوئی اہمیت نہیں۔

جناب اسپیکر۔ علی مدد جتک! اس کا ذکر نہ کریں، وہ عدالت میں ہے۔ اِس چیز کو فی الحال چھوڑیں۔ آپ جمہوریت کے حوالے سے بات کریں۔

علی مدد جتک (منسٹر مواصلات وتعمیرات)۔ ٹھیک ہے، جمہوری حکومت پانچ سال مکمل ہونے دے جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے پانچ سال پورے کریگی۔

جناب اسپیکر۔ اَور کوئی معزز رکن اِس قرارداد پر بات کرنا چاہے؟۔ جی عین اللہ شمس صاحب۔

عین اللہ شمس (وزیر صحت)۔ Thank you جناب اسپیکر۔ آج جو قرارداد لایا گیا ہے اسکا ایک تاریخی پس منظر بھی ہے اور اس ملک کے کچھ مشکلات اور مسائل بھی ہیں، میں کوشش کرونگا کہ مختصراً اِس پر کچھ ذکر کرسکوں۔ پاکستان بنا ہے 14 اگست 1947ء کو۔ اور یہ بنایا گیا تھا اِس ملک کے عوام کیلئے۔ یہ ایک نظریاتی مملکت ہے، ایک نظریے کی بنیاد پر وجود میں لایا گیا تھا۔ اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اسکی پرچم کُشائی علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے کی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے 14 اگست 1947ء سے لیکر آج تک کچھ معاملات طے نہ ہوسکے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اِس ملک کو own کون کررہا ہے؟ اِس ملک کے مالک کون ہیں؟۔ اِس ملک کے مالک وہ ہیں

جنہوں نے زندگی کے تمام شعبوں میں ٹیکس ادا کرنا ہے۔ اور چاہے سِوَل بیوروکریسی ہو، چاہے Armed forces ہوں, چاہے Judiciary ہو، چاہے Parliament سے متعلق لوگ ہوں، اُنکی تنخواہیں، اُن کے مراعات، اُن کے اعزازات، اُن کے Social Status کیلئے اپنے خون پسینے سے کمائی ہوئی رقم اُن کو ادا کررہے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اِس ملک کے مالک کا پتہ ہونا چاہیے۔ اور وہ اسطرح ہونا چاہیے کہ forever کبھی بھی کوئی اُسکو disturb نہ کرسکے۔ ضابطے کی رُو سے ملک کے مالک اُسکے عوام ہوا کرتے ہیں۔ اِس ملک کے مالک پاکستان کے عوام ہیں، اُسکو جو supremacy ہے اُس پر کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ اِس ملک کے مالک اِس کے عوام ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ 18 کروڑ عوام Parliament میں نہیں بیٹھ سکتے چاہے وہ صوبائی اسمبلیاں ہوں، قومی اسمبلی ہو یا پھر سینٹ۔ اُسکا ایک طریقہ کار ہے۔ ہر 5 سال بعد اُسکو ایک موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے نمائندے منتخب کریں۔ اب وہ منتخب نمائندے اِس ملک کے عوام کی نمائندگی کیا کرتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے، شروع دن سے لیکر آج تک اِس ضابطے پر کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ کئی بار اِس ملک کے منتخب نمائندوں کے بنائے گئے آئین کو توڑا گیا۔ میں یہ گزارش کرونگا، پاکستان کے تمام political forces جو اسوقت بلکہ 11 مارچ تک شاید بہت ساری پارٹیاں سینٹ میں بھی وجود رکھتی ہوں، اُن سب پر مشتمل ایک کمیشن بنایا جائے کہ کس نے کس وقت منتخب عوامی حکومتوں کو برطرف کیا؟۔ پاکستان کے عوام کے منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے بنائے گئے آئینوں کو توڑا۔ اور وہ کون سے بدنما چہرے ہیں جنہوں نے اِس آئین کے توڑنے کے عمل کو سندِ جواز فراہم کیا۔ یہ المیہ پاکستان کے بننے کے بعد آج تک چلا آرہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ قرارداد جو لایا گیا ہے اِسی کیلئے ایک سیدھا راہ ہے۔ اُسکے لئے سدِ باب ہے تاکہ کوئی اور مہم جو اِس ذہن کے ساتھ'' کہ میں کوئی بیس، تیس troops لیکر پورے پاکستان کے Parliament کو disturb کرسکوں گا۔ اُسکے لئے ایک رکاوٹ بنیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اِس ملک میں جو اسوقت صورتحال ہے وہ دو قسم کی ہے۔ چونکہ میں Parliament کا حصہ ہوں۔ اور یہ میں اپنا حق سمجھتا ہوں کہ اِس ملک میں supremacy اس Parliament کو حاصل ہے یا supremacy، Parliament کے بنائے ہوئے آئین کے تحت کسی ادارے کو۔ کیونکہ آئین میں ترمیم کرنا، آئین بنانا، اضافہ کرنا، یہ پارلیمنٹ کا کام ہے کسی اور ادارے کا نہیں۔ اور اُسکے اختیارات کا تعین کرنا یہ پارلیمنٹ کا کام ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اِس ملک میں اب جو دو قسم کے جھگڑے چل رہے ہیں۔ ایک یہ کہ اِس ملک کے مالک پاکستانی عوام کے منتخب نمائندے ہیں یا چند لاکھ Armed Forces؟ اِسکو ہم نے decide کرنا ہے۔ دبے لفظوں میں نہیں، برسرِ عام کہ

اس ملک کے مالک پاکستان کے عوام کے منتخب نمائندے ہیں، جو تنخواہ لیتے ہیں، جن کے سالانہ increments لگتے ہیں۔ جن کے pension اور G.P. Funds بنتے ہیں۔ وہ ہمارے نوکر ہیں، مالک نہیں۔ اور دوسری بات supremacy اس Parliament کی ہے یا Judiciary کی؟ وہ آئین متعین کر چکی ہے کہ Parliament کا کام ہے قانون سازی کرنا، آئین میں ترمیم و تنسیخ کرنا اور حدود متعین کرنا وہ Judiciary کا کام ہے اُسکی تشریح کرنا۔ تو اگر ہم سب اپنے اپنے دائرے کے اندر رہتے ہوئے کام کریں تو میرے خیال میں اس ملک میں کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ کوئی اسطرح کا ماحول نہیں ہوگا کہ سب پریشان ہوں ''کہ اب کیا ہوگا؟ تب کیا ہوگا؟ آج کیا ہوگا؟ کل کیا ہوگا؟''۔ اور یہ بھی گزارش ہے کہ ہم تمام political forces سے ایک اپیل یہاں کریں کہ ہر وہ عمل جو سیاسی اور جمہوری عمل کو نقصان پہنچاتا ہو، بصدِ ادب واحترام اُن تمام political forces کو ہم یہ پیغام دیں ''کہ خدارا! اُس عمل کا حصہ نہ بنیں جسمیں کوئی مہم جُو کو راستہ ملے اور اِس ملک کے تمام پارلیمانی اداروں کو تہس ونہس کر دیں''۔ بلکہ ہم یہ ناں کہیں ''کہ آج زرداری بیٹھے ہیں اِس قصرِ صدارت میں یا آج گیلانی بیٹھے ہیں وزیراعظم ہاؤس میں''۔ کل کو کوئی اور بیٹھ سکتا ہے۔ لیکن اگر کل ہم نے ایک آمر کے زیرسایہ انتخابات میں تمام political forces نےحصہ لیا تھا۔ تو آج کیوں ایک سیاسی شخصیت کے ہوتے ہوئے انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتے ہیں؟۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسطرح کا ایک قرارداد کہ اگر آج زرداری بیٹھا ہے تو کل کوئی نواز شریف صاحب کوئی شہباز شریف صاحب کوئی اور سیاسی راہنما یہاں پر بیٹھ سکتا ہے تو ہمیں جمہوری قوتوں کا ساتھ دینا چاہیے۔ اس وقت Establishment بمقابلہ Political Forces ہیں۔ ہم نے Political Forces کو support کرنا ہے۔ ہم نے اپنی قوت، اپنی طاقت یہ سب Political Forces کے پلڑے میں ڈالنا ہے اور دنیا بھر کو یہ پیغام دینا ہے کہ اس ملک کے مالک، اس ملک کے عوام اور اُسکے منتخب نمائندے ہیں۔ لہٰذا میں بحثیت جمعیت العمائے اسلام کے ایک فرد کے اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ یہ جمہوری عمل اِس ملک کیلئے لازمی ضروری ہے۔ آج زرداری صاحب بیٹھے ہیں، کل شجاعت حسین صاحب بیٹھ سکتے ہیں، کل شہباز شریف صاحب بیٹھ سکتے ہیں، نواز شریف صاحب بیٹھ سکتے ہیں، مولانا فضل الرحمٰن صاحب بیٹھ سکتے ہیں، اسفند یار ولی خان صاحب بیٹھ سکتے ہیں۔ کسی بھی فوجی کی بہ نسبت یہ Political Forces ہمارے لئے سب سے بہتر ہیں۔ وہ ہم میں سے ہیں۔ لہٰذا اِس قرارداد کی مَیں مِن وعَن حمایت کرتا ہوں، thank you جی۔

جناب اسپیکر۔ thank you۔ جی شاہنواز مری صاحب۔

میر شاہنواز خان مری (وزیر کھیل وثقافت):۔ بِسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جناب جنگ صاحب نے جو قرارداد پیش کی میں اسکی بھر پور حمایت کرتا ہوں۔ اور ہم اگلے جو پانچ سال ہیں جو کہ ایک mandate ہے ہمیں پارلیمنٹ نے دیا ہے اور یہ آئین کا ایک تقاضہ ہے کہ جن کو mandate دیا جاتا ہے پانچ سال، وہ پورا کرتا ہے۔ تو میں انکی بھر پور حمایت کرتا ہوں جیسے کہ شمس صاحب نے فرمایا کہ یہ Political Forces اگر ہم خود اپنے اندر Political Forces آپس میں ایک دوسرے سے نہ جھگڑیں، تو سب سے بہتر ہے۔ اور یہ وقت کا تقاضہ ہے کہ جتنی بھی Political Forces ہوں کسی بھی پارٹی کے ہوں، جے یو آئی کے ہو یا (ن) کے ہو یا پیپلز پارٹی کے ہو، ہم سب کو اکھٹے ہونا چاہیے۔ اُس دن میں Prime Minister کا بیان پڑھ رہا تھا، وہ کہتے ہیں ''کہ جب بھی گڑ بڑ ہوتی ہے تو کوئی بھی اکھٹے ہو جاتے ہیں''۔ تو باقی لوگ، تمام ادارے اکھٹے ہو جاتے ہیں تو ہم میں کیا خرابی ہے؟۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا time، یہ پانچ سال complete کریں۔ جب یہ نہیں ہوگا تو پھر تو کوئی ایک طالع آزما آجائیگا۔ بوٹوں کے ساتھ آئیگا یا کسی طریقے سے آئیگا، اور روند کے پھر چلا جائیگا۔ پھر جناب ہم سب جو ہیں پھر لائن پر ہیں۔ تو جمہوریت کے سب سے بڑی اُسکی جو خوبصورتی یہی ہے کہ پانچ سال اپنا پورا کریں۔ لوگ پھر عوام کے پاس چلے جائیں۔ اور عوام جو ہے اگر اچھے کام کیئے ہیں تو ہمیں چُنیں یا اُن گروپس کو چنیں یا اُن پارلیمنٹ کو چنیں، اگر خراب کام کیئے ہیں definitely اُنکو reject کرینگے، نئے لوگوں کو لے آئینگے۔ تو میں انہیں آخری الفاظ کے ساتھ once again بھر پور support کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے پانچ سال پورا کرنے چاہئیں اور پارلیمنٹ کی supremacy پر جو ہے وہ اسمیں کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہے۔ اور آئین سے انحراف میں سمجھتا ہوں سب سے زیادہ جرم ہے۔ جس طریقے سے لوگ آتے ہیں آئین کو توڑ تھاڑ کے رکھ دیتے ہیں اور ایسے بھی لوگ آئے ہیں کہ انہوں نے کہا ''کہ آئین کیا چیز ہے؟ کتابچہ ہے''۔ ایران میں ایک Dictator نے کہا ''کہ آئین کیا ہے؟ یہ کتابچہ ہے، میں پھاڑ کر اسکو پھینک دونگا''۔ تو کل خدانخواستہ کوئی یہ بھی کہے گا کہ قرآن شریف ایک کتاب ہے جی، اللہ کی لائی ہوئی کتاب ہے۔ کوئی اس قسم کی بات کر سکتا ہے۔ تو any how آئین supreme ہے۔ اور کسی بھی ملک کیلئے اور ہمیں اسے support کرنا چاہیے۔ اور ہمیں پانچ سال پورے کرنے چاہئیں اور Parliament کی supremacy پر ہمارا ایمان بھی ہے۔ اور سب کچھ ہے۔ thank you very much.۔

جناب اسپیکر۔ thank you اسمٰعیل گجر صاحب۔

محمد اسمٰعیل گجر(وزیر شہری منصوبہ بندی وترقیات):۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب علی مدد جتک صاحب نے جو قرارداد اسمبلی میں پیش کی میں سمجھتا ہوں کہ بڑے تفصیل کے ساتھ مولوی عین اللہ شمس صاحب نے اس پر بات کی۔ جناب اسپیکر صاحب! 1947 ء کے بعد آج تک پاکستان کو مختلف مسائل کا سامنا ہے۔ 17 کروڑ عوام اپنے بنیادی ضرورتوں کی طرف آج 62-63 سال گزرنے کے بعد بھی بنیادی ضرورتوں کو دیکھ رہی ہے۔ اور ہم ایک ہی پوزیشن کے اُوپر لگے ہوئے ہیں ایک لڑائی جنگ وجدل میں۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر پاکستان ان 17 کروڑ عوام کیلئے بنا ہے میں سمجھتا ہوں عوامی نمائندوں کو بھی مضبوط ہونا چاہیے اور پارلیمنٹ کو بھی مضبوط ہونا چاہیئے۔ سوال جناب آصف علی زرداری صاحب کا یا سید یوسف رضا گیلانی صاحب کا نہیں ہے، سوال democracy system کو آگے بڑھانے کا ہے۔ اگر ہم اسکو بڑھائینگے، ہم اسکو چلنے تو دیں۔ اُسکی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں، ہمارے ہمسایہ ممالک کی، انڈیا کی، چائنا کی، یہ سسٹم جب چلے گا اور اِسکے اندر اگر کوئی خامیاں یا کوتاہیاں پائی جاتی ہیں، آپ اگر democracy system کو چلنے دینگے تو پھر پانچ سال کے بعد یہی نمائندے اپنی عوام کے پاس جب جائینگے، اگر وہ corrupt ہونگے، اگر اُنکی نمائندگی وہ ٹھیک طریقے سے نہیں کررہے ہیں، تو 17 کروڑ عوام کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اُس چیز کا ازالہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسمیں میڈیا کو بھی، جہاں تک جمہوری ایک process کا مسئلہ ہے، میں میڈیا کو بھی گزارش کرونگا کہ وہ بھی ساتھ دے تاکہ ہم اپنے ملک کو ترقی اور خوشحالی کی طرف گامزن کرسکیں۔ اور ہمارے جو لوگ مختلف problems کا شکار ہیں، ہم اُنکے مسئلے حل کرسکیں۔ 2008ء کے بعد جیسے ہی الیکشن ہوئے جناب اسپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن بھی چین اور سکون سے اِس حکومت کو نہیں چلنے دیا گیا۔ ہر دو چار مہینے کے بعد ایک نیا crisis جنم دیا گیا۔ اور اُسی کو بحث ومباحثے کی پوزیشن پر ہم لے گئے۔ جناب اسپیکر صاحب آپکے سامنے ان 17 کروڑ عوام کے سامنے آج اس ملک کو جن crisis کا، جن بحرانوں کا سامنا ہے اور جیسے کہ ایک سرد جنگ ہم لڑرہے ہیں، میں سمجھتا ہوں وہاں ہمیں اِس democracy process کی through-out ایک اچھی پالیسیاں بنانے کا موقع بھی ہمیں صحیح نہیں مل سکا۔ اور مسائل اِتنے زیادہ ہیں کہ اگر ہم واقعی پاکستان کی ترقی اور خوشحالی چاہتے ہیں، واقعی ہم پاکستان کے چاروں صوبوں کے اندر بسنے والے لوگوں کے حقوق کو حل کرنا چاہتے ہیں، اُنکو اپنے اختیارات اپنے صوبے کے اندر دینا چاہتے ہیں، ایک فیڈریشن کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اِس democracy system کو مضبوط کرنا ہوگا۔ میں خصوصاً آج میڈیا کو ایک مرتبہ پھر گزارش کرونگا اُن سے request کرونگا کہ آپکے مختلف چینلز کے اندر روزانہ talk shows

چلتے ہیں، اگر اِس democracy میں بھی اپنا وہ role play کریں۔اور جو democracy اور talk shows کے اندر مختلف ہماری پارٹیوں کے جو نمائندے بیٹھ کر بحث ومباحثے کرتے ہیں، ایک دوسرے کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ 17 کروڑ عوام کے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں۔ چاہے وہ اپوزیشن کے لوگ ہوں، چاہے وہ اقتدار کے لوگ ہوں۔ مِل جُل کر اگر ہم پاکستان کی ترقی اور خوشحالی چاہتے ہیں، تو ہمیں اپنی اسمبلیوں کو بڑے گلدستے کی مانند بنانا ہوگا۔ اپنے اداروں کو ایک اختیارات کے ساتھ اُنکو اپنی مرضی پر چلنا ہوگا اور اِسکے اوپر check and balance ہوگا۔ جب تک اداروں کے اندر، ہمیں اپنے اختیارات کیلئے نہیں چھوڑا جائیگا تا کہ اداروں کے اندر اپنے اپنے اختیارات کے تحت لوگ کام کریں اور 17 کروڑ عوام کی خوشحالی کیلئے اپنا role play کریں۔ آج 62 سال گزرنے کے بعد بھی ہم ایک روڈ ،ایک نالی، گیس پریشر اور بجلی کے لوڈ شیڈنگ کی بات کرتے ہیں۔ یہ crisis ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر عوامی نمائندے، جو عوام کے نو منتخب کردہ اگر اسمبلیوں میں بیٹھیں نگے ،اگر اُنکو اپنی مرضی سے عوام کی ایک problems کو، عوام کے ایک مسئلے مسائل کو سمجھتے ہوئے اُنکو چھوڑا جائیگا تو وہ پالیسیاں اس ملک کیلئے بنا سکیں گے اور جن crisis کا ہمیں سامنا ہے اِن crisis کو ہم ختم بھی کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ادارے مضبوط ہونگے اور ہمارے cream قسم کے لوگ جو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں آج وہ وقت ہے کہ اُنکو کسی ایک کمرے میں بند کر کے اِس ملک کی خوبصورت پالیسیاں بنانے کیلئے استعمال کیا جائے نہ کہ ایک دوسرے کے اوپر ہم تنقید اُچھالیں اور اِن 17 کروڑ عوام، وہ بھی اپنا وقت گزاریں اور ہم بھی اپنی اسمبلیوں میں time، pass کر واپس جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں Establishment کا ذکر کیا جاتا ہے، میں کہتا ہوں خدارا! پاکستان ہمارا خوبصورت گھر ہے، ایک پھول کی مانند ہے۔ جو بھی ادارہ ہے، چاہے وہ democracy کے لوگ ہیں، چاہے وہ Establishment کے لوگ ہیں، چاہے وہ Bureaucracy کے لوگ ہیں، اگر ہم پاکستان کے دعویدار ہیں، تو اسکو خوبصورت بنانے کیلئے ہمیں ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہوگا۔ لہٰذا جناب اسپیکر صاحب! میں اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اور تمام Politician پارٹیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا! ان 17 کروڑ عوام کو ترقی اور خوشحالی کی طرف لے جانے کیلئے یکجا ہوں اور Establishment بھی اسمیں democracy لوگوں کا ساتھ دیں۔ تا کہ ہم اپنے Parliament کو، اپنی اسمبلیوں کو، اپنے آئین کو مضبوط کر سکیں۔ اور ایک ترقی کی طرف اپنے ملک کو لے جاسکیں۔ thank you جی۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر۔ جی غلام جان صاحب۔

میر غلام جان بلوچ۔ جناب اسپیکر! Democracy لفظ تو بہت خوبصورت ہے اور دنیا کی جس ممالک میں وہ قائم ہے وہ system چل رہا ہے۔ تو یقیناً ایک بہترین system ہے۔ اگر Democracy کا نام لیکر ہم لفظ بازی کرتے رہینگے تو یقیناً حالات جو تھے پہلے وہ ویسے ہی ہونگے۔ حقیقت ہے اگر Democracy قائم ہو، تو ایک اچھا سا State یا ادارے بہتر طریقے سے چل سکتے ہیں۔ مگر میں یہ سوال اسمٰعیل گجر سے پوچھتا ہوں کہ وہ Democracy کی بات کر رہا ہے۔ وہ تین سالوں میں اپنے ادارے کو یا جس ڈیپارٹمنٹ کا وہ منسٹر ہے اُس نے کیا streamline دیا ہے؟۔ واقعی ہم Democracy کی بات کرتے ہیں اور ذہنی طور پر Democracy چاہتے ہیں؟ تو ہمارے ہاں بہت سے مسائل ہیں، اِس گورنمنٹ میں، حقیقتاً Democracy میں یا جمہوریت آنے کے بعد اِس گورنمنٹ سے لوگوں نے بہت سے توقعات رکھی تھی۔ تو میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں کسی اور کی حمایت کر رہا ہوں یا Democracy کی مخالفت کر رہا ہوں۔ میں اِن دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں واقعی ہم Democracy چاہتے ہیں، مگر ہم جس forum پر بیٹھے ہیں ہم حقیقتاً Democracy کی طرف گامزن تو ہو جائیں۔ تو یقیناً دوستوں نے جو قرارداد پیش کی تھی اگر وہ جہاں کہیں پر ہیں، تو وہاں ایک بہترین system بھی بنا ہوا ہے۔ اور جو مشکلات اور مسائل کے ہم شکار ہیں اگر Democracy ہوتی، تو ہم اِن مشکلات سے بھی نکلے ہوتے۔ تو صرف امید ہے کہ ہم Democracy کی طرف گامزن ہو جائیں۔ مگر جو سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے گورنمنٹ میں، ہیلتھ سے لیکر ایجوکیشن یا وہ سارے جو departments ہیں، development کر رہے ہیں۔ وہ بھی تھوڑا سا اپنی طرف متوجہ ہو جائیں اور اپنی departments کو صحیح line لگالیں تو حقیقتاً ایک اچھی Democracy آسکتی ہے۔ تو اِس قراردادوں کے ساتھ اگر ہم عملی اقدامات کی طرف چلے جائیں تو یقیناً آمریت سے Democracy بہتر ہے۔ بشرطیکہ ہم عملاً کچھ کرنے کی سوچ لیں، تو جناب اسپیکر بہت سارے مسائل ہیں، ہمارا جو ابہام ہے اسمیں بھی دوستوں کو Democracy کی اصولوں اور قانون کے مطابق وہ مسئلوں پر بھی بات کرنا چاہیے اور اُنکو جمہوری اور جمہوریت کے تحت حل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ نہیں صرف کرسی بچائیں یا گورنمنٹ بچانے کی چکر میں ہو جائیں۔ تو یقیناً اس ملک میں جتنی Parties ہیں، وہ اِس ملک کی سیاست کر رہے ہیں۔ تو اِن لوگوں پر اور اِن لوگوں کی بہتری کیلئے سیاست کر رہے ہیں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ دوست Democracy کے ساتھ ساتھ ایک ایسی Policy جو ہم مختلف مسائلوں کے شکار ہیں اور مختصر

مسائلوں میں پھنسے ہوئے ہیں، آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں، تو حقیقتاً آئین اور قانون کی پاسداری کریں اور اُس پر عمل کریں۔ یقیناً یہ جو سارے مسائل ہو رہے ہیں، یہ حل ہو جائیں گے۔ اسی کے ساتھ جناب اسپیکر Thank you۔

جناب اسپیکر۔ جی نسرین کھیتران صاحبہ۔

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (صوبائی وزیر):۔ Thank you جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! یہ سرکاری قرارداد پیش کی گئی ہے، حاجی علی مدد جتک کی طرف سے یہ بہت اہمیت کے حامل ہے۔ ہمیں جمہوریت کو مضبوط کرنے کیلئے بہت ساری قربانیاں دینی پڑیں اور دی ہیں۔ اور اس جمہوریت کیلئے ہمارے عوام ہر وقت اِس آس میں رہتے ہیں ''کہ آنیوالی ہر حکومت ہمارے لیے کچھ اچھا کریگی''۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارے عوام اِس ملک کے مالک ہیں اور وہ اپنے منتخب نمائندوں کو بھجوا کر اپنی demands پوری کرواتے ہیں، جسطرح اُنکی problems ہیں اُنکو solve کرانے کے لیے۔ As such ہم نے یہاں پر جو Assemblies ہیں اُنکا کام ہے کہ قانون سازی کرنا۔ ہم جو اُس ڈگر سے ہٹ کر اپنے اپنے خول میں بند ہو کر، اپنے اپنے علاقوں کی مفادات کو لیکر اور اُسی میں کامیابی حاصل کر کے سمجھے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کام کر لیا ہے۔ لیکن ابھی تو ہم، میں سمجھتی ہوں جیسے پچھلے پانچ سال، چاہے وہ کسی طریقے سے گزرے لیکن so call کہ ہم نے وہ جمہوریت کے سال گزارے۔ اور ابھی بھی یہ پانچ سال انشاءاللہ complete ہونگے اور ہو رہے ہیں۔ اور میرا خیال ہے یہ بہت بڑی کامیابی ہے جمہوریت کی اور جمہوریت کیلئے ہمیں آگے بھی یہی کوششیں اور دُعا کرنی چاہیے کہ ہم اچھے لوگوں کو لے کر آئیں جو کام کریں اور اِس پاکستان کو مضبوط بنائیں، Thank you۔

جناب اسپیکر۔ جعفر خان مندوخیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ آج یہ قرارداد جو اسمبلی میں علی مدد جتک صاحب لائے ہیں، میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ تمام جمہوری ادارے اپنے حدود میں رہ کر ایک دوسرے کا احترام اور ایک دوسرے کے اوپر نظر رکھے۔ کوئی بھی جمہوری آدمی خاص کر ہم جو ادھر منتخب ہو کر کے آئے ہیں ایک نہیں پانچ، چھ مرتبہ، سات مرتبہ منتخب ہو کر کے آئے ہیں، کبھی بھی ہم عوامی رائے سے مخالف نہیں جا سکتے ہیں۔ جمہوریت ہی ملک کا مستقبل ہے۔ اور جمہوریت میں ہی یہ ملک بنے گا۔ لیکن ہم لوگوں کے اوپر بھی کوئی قیود عائد آتے ہیں۔ آیا ہم نے واقعی جمہوریت برقرار رکھی ہے؟ موجودہ حالات میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک social workers ہم بن گئے ہیں not Legislators۔ اسمبلی کی جو حالت ہم نے بنائی۔ آج یہ

کورم، آپ اسمبلی کا اجلاس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کبھی دو آدمی بیٹھے ہوتے ہیں، کبھی چار آدمی بیٹھے ہوتے ہیں۔ کیا یہ جمہوریت سے محبت ہے جو ہم لوگ کر رہے ہیں؟ جمہوریت کا تو منبع ہی اسمبلی ہے، جو سب سے اہمیت ہے وہ اس اسمبلی کی ہے۔ اُسکے اجلاس میں ہم نہیں آتے ہیں۔ جب آ جاتے ہیں پھر اُٹھ جاتے ہیں۔ جیسے کوئی ہم کو کاٹ رہا ہو۔ یہ واقعی اِن چیزوں کے لیئے نہیں ہے کہ ہم نالیوں کا، دوسروں کا ترتیب بنائیں۔ ہم جمہوری سسٹم کو مضبوط کریں۔ یہاں واقعی فوج ایک مضبوط ادارہ بن گیا ہے۔ یہی حالت ترکی میں بھی تھی۔ جہاں فوج کی آئینی responsibilities تھی کہ اِن چیزوں کو دیکھیں۔ جہاں وہ آئین میں اُنکو دیئے گئے تھے۔ لیکن وہاں جو جمہوری حکومت آئی ہے اُنہوں نے اپنی کارکردگی سے پوری دنیا میں اپنا ایک مقام بنایا ہے۔ پوری دنیا میں اپنا ایک لوہا منوایا ہے۔ ترکی کے عوام آج اُنکے پیچھے اسطرح کھڑے ہیں کہ کوئی بھی ادارہ اُنکے اندر مداخلت نہیں کر سکتے ہیں۔ یہاں بھی اگر ہم اس طرف توجہ دیں کہ ہم اِن اسمبلیوں کو اسمبلیوں کی طرز پر چلائیں، حکومتوں کو حکومتوں کے طرز پر چلائیں، Courts کو Courts کے طرز پر چلائیں۔ فوج اپنی حدود میں رہے۔ یہ ملک صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم تو کہیں کہ بھئی ٹھیک ہے، بقایا چلتے رہیں لیکن ہمارے اوپر کوئی قید نہیں ہو۔ کیونکہ مَیں اسمبلی کا ممبر بن کر آ گیا ہوں۔ میں جعفر خان مندوخیل ہوں سب سے زیادہ تگڑا آدمی ہوں۔ میرے اوپر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ میرے اوپر کوئی قانون لاگو نہیں ہونا چاہیے۔ میرے اوپر کوئی ضابطہ اور اصول نہیں ہونا چاہیئے‘‘۔ اسطرح یہ ادارے مضبوط نہیں ہو سکتے، ادارے اس وقت مضبوط ہونگے کہ ہم خود اداروں کی respect کرینگے۔ تو ہم خود اُنکی بے عزتی کر رہے ہیں، اِس اجلاس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری interest کتنی ہے اسمیں۔ اُس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پھر حکومتی کارکردگی جو ہے، کوئی فوجی حکومت نے بھی اس ملک کو کچھ نہیں دیا ہے۔ پوری دنیا پر واضح ہے۔ لیکن ہم Civilians نے کیا کیا ہے؟ کیونکہ ہم عوام کے نمائندے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ ہم نے کیا delivery دی ہے؟۔ جو اِتنا tax-payers کی جو اِتنے amount ہم خرچ کرتے ہیں، قانون اور آئینی کی دھجیاں ہم خود اُڑاتے ہیں۔ definitely تمام اداروں کو مضبوط رہنا چاہئیں۔ Courts کا بحال رہنا سب سے زیادہ ضرور ہے۔ جس ملک میں انصاف نہیں ہوگا، جس ملک میں قانون نہیں ہوگا، وہاں کبھی بھی ترقی نہیں آ سکے گی، وہاں کبھی بھی ظلم ختم نہیں ہوگا۔ کیا پچھلے 65 سالوں میں ہم لوگوں نے Courts کو چلنے دیا ہیں؟۔ چاہے وہ Civilian Governments ہوں، چاہے فوجی گورنمنٹس ہوں۔ نہیں اُنکا بھی ایک limit ہے۔ تو انکو اپنے limits میں رہ کر کے کام کرنا چاہیے۔ جیسے ہم اپنے متعلق کہہ رہے ہیں ’’کہ بھئی! ہماری یہ نااہلی ہے کہ آج تک ہم کوئی

اچھی جمہوری حکومت اِس ملک کو نہیں دے سکے ہیں''۔ اگر 65 سال کی آپ تاریخ دیکھ لیں۔ اُنکی بھی ایک responsibility ہے۔ اور آئین میں، قانون میں، پوری دنیا میں فوج کا ایک discipline ہے۔ اُسکا کام اندرونی اور بیرونی securities کا خیال رکھنا ہے۔ صرف security کی حد تک۔ not آئین، قیداور اِن چیزوں میں اُنکی مداخلت، میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی appreciate نہیں کریگا۔ کوئی جمہوری آدمی تو کبھی appreciate نہیں کریگا۔ لہٰذا اِس بات کے ساتھ conclude کرتے ہوئے کہ Courts، فوج اور سول حکومت، ہم سب اپنے حدود میں رہیں۔ ایک دوسرے کو ہم کہیں گے ٹھیک ہے Courts تو ہم کو کچھ نہ کہے ہم بالکل بے مہار ہیں، ہم کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہم بادشاہ ہیں tax money کو ہم جسطرح چاہے خرچ کریں۔ ہر چیز اپنے ہاتھوں سے بانٹ لیں، جمہوریت نہیں ہے۔ یہ بھی جمہوریت کی نفی ہے۔ تو اِن تمام اداروں کو اپنے حدود اور قیود میں رہتے ہوئے بہترین کارکردگی دکھانی چاہیے۔ لہٰذا اِن چیزوں کے ساتھ میں اسمبلی کی، اِس قرارداد کی definitely حمایت کرونگا۔ لیکن اِن چیزوں کو میں نے point out کیا ہے اِس اسمبلی میں۔ تو ہم Law-Makers کو، یا Legislators کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ Legislators ہی رہیں۔ .Thank you very much۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے، جی آپ بات کریں گیں؟ جی محترمہ پروین مگسی صاحبہ۔

محترمہ بیگم پروین شمع مگسی (وزیر قانون و پارلیمانی امور وانفارمیشن ٹیکنالوجی):۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ حاجی علی مدد جتک نے جو قرارداد پیش کی ہے، جیسا کہ یہاں پر ہمارے colleagues تھے نے اس پر کافی بحث بھی کیا اور اسکو بہت ہی important سمجھا۔ تو اِس سلسلے میں بھی کچھ کہنا چاہتی ہوں، جمہوریت کے بارے میں۔ جیسے آپ سب کو پتہ ہے کہ بہت بڑا ایک subject ہے اِس پر بہت کچھ کہا جاتا ہے۔ لیکن مختصراً میں کچھ کہوں گی۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ جیسے کہ جعفر خان صاحب نے کہا اور پہلے آپ نے بھی مجھ سے کہا'' کہ اس پر آپ تھوڑی سی بات کریں۔ یہ ہم سب نے محسوس کیا آج پہلا دن ہے ہماری اسمبلی کا سیشن ہے، جب آپ نے سیکرٹری صاحب سے کہا کہ رخصت کی، جن ممبرز نے درخواست بھیجی ہے، میرے خیال میں غیر ذمہ داری کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ اور سب کو جانتے ہوئے بھی کہ ہمیں یہاں آنا ہے اور ہمیں کچھ کرنا ہے اور سب نے ہمیں یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے اور کتنے مسائل ہیں، صوبے میں گیس کا مسئلہ ہے، پانی کا مسئلہ ہے اور بھی کتنے مسئلے ہیں law and order کا مسئلہ ہے۔ اور میں شکایت کرنے تو یہاں نہیں آئی ہوں لیکن میں سمجھتی ہوں بہت سے ہمارے اس طرح کے ارکان اسمبلی یہاں موجود ہیں، پھر بھی نہیں آنا چاہتے ہیں۔ کیا وجہ ہے اور اس سے

میں یہی سمجھتی ہوں، سب سمجھتے ہیں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسے جعفر خان صاحب نے کہا کہ ہم کوئی پانچ دفعہ آئے ہیں یا سات دفعہ آئے ہیں۔ اسمیں interest کی بات ہوتی ہے۔ اور ہمیں چاہیے کہ Legislator As a ہمیں آنا ہے یہاں اور Legislation کرنی ہے۔ ہمارا مقصد ہے یہاں آنے کا۔ میں ضرور یہ point اُٹھاؤں گی اور یہ ہمارے چیف ایگزیکٹو ہیں، اُن تک بات پہنچاؤں گی۔ لیکن اس اسمبلی کے فلور پر میں کہنا چاہتی ہوں کہ جتنے بھی یہاں ہمارے Legislators ہیں جو یہاں موجود ہیں یا نہیں بھی ہیں، اُنکو چاہیے کہ وہ ضرور آ کر اپنے اسمبلی کے جتنے بھی دن یہاں سیشن کے ہوتے ہیں، کم از کم اِتنے زیادہ بھی دن نہیں ہوتے، بیچ میں وقفہ بھی ہوتا ہے، وہ ضرور آ کے اِن Sessions کو attend کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی دوسرے ممالک کی بھی مثالیں دی گئی ہیں کہ وہ کس طرح اپنے democracy کو protect کرتے ہیں۔ دوسرے بھی ہمارے ادارے ہیں وہ اپنے دائرہ کار میں کام کرتے رہیں، ہم اپنے دائرہ کار میں کام کرتے رہیں تو میرے خیال میں کوئی اسطرح کے مسئلے نہیں ہونگے انڈیا کتنا بڑا ملک ہے ہمارے ساتھ neighbour ہے۔ وہاں کبھی ہم نے یہ نہیں سنا کہ وہاں فوج نے ٹیک اوور کر کے مارشلاء لگایا۔ جس طرح کی democracy ہے وہ چلاتے رہتے ہیں۔ اور elections ہوتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اسطرح کے ہمارے اِردگرد جو ممالک ہیں اپنے democracy کو چلاتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اُس طرح اُنہیں کی مثالیں لیکر اپنی democracy کو ہم چلائیں۔ میرے خیال میں کہ چار سال یا پانچ سال پورے ہوں ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنی democracy کو کس طرح چلائیں۔ اور جتنے سال ہما ہوں، اُن کو کس طرح ہم چلائیں۔ صرف یہ بات بھی نہیں ہے کہ ہمیں جو portfolio دیا گیا ہے ہم صرف اُسی پر focus کریں اور جیسے جعفر خان نے کہا ہے کہ بس صرف focus ہماری یہ ہو کہ کتنی سڑکیں ہم نے بنائی ہیں اور کتنی buildings بنائی ہیں اور کتنی نالیاں ہم نے بنائے ہیں اور کتنے water-courses ہم نے بنائے ہیں۔ اور کتنے check-dams بنائے ہیں۔ ہمیں یہاں آ کر legislation کرنی ہے۔ اور ہم نے proof کرنا ہے ہم نے کوئی productive کام کیا ہے۔ اور لوگوں کے مسئلے مسائل حل کریں۔ تو میں اپنی انہی الفاظ کے ساتھ آپکا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب اسپیکر۔ Thank you جی۔ جی عبدالخالق بشر دوست صاحب۔

(عبدالخالق بشر دوست وزیر بلدیات):۔ جناب اسپیکر صاحب! آج کا جو یہ قرارداد پیش کیا گیا ہے یقیناً ہر ممبر اسمبلی کی خواہش ہوگی کہ اس قرارداد کے حق میں بات کرے۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں بحیثیت سیاستدان

اورعوامی نمائندوں کوسوچنا چاہیے کہ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ جیسے کہ ’’جمہوریت‘‘ کے لفظ سے ’’جمہور‘‘ سے مراد ’’عوام‘‘ اور ’’جمہوریت‘‘ سے مُراد ’’عوام کی حکومت‘‘، ’’عوام کی رائے‘‘۔ہم یہ بات تو بار بار کہتے ہیں دراصل ہم خود بھی سمجھتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ ہم سیاستدان عوام کیساتھ وہ خلوص نہیں رکھتے جسطرح کہ سیاسی رہنماؤں کوعوام کیساتھ رکھنا چاہیے۔ ہم اپنا فنڈز تو لیتے ہیں۔ ہم اپنے اختیارات تو استعمال کرتے ہیں لیکن عوام کیلئے نہیں۔ عوام کو کچھ دیتے ہیں، باقی اپناسرمایہ بناتے ہیں۔اپنے بینک اکاؤنٹس بناتے ہیں۔ اپنی جائیدادیں بھی بناتے ہیں۔ اور اپنے لئے سب کچھ کرتے ہیں،عوام جہاں ہے وہاں رہ جاتے ہیں۔ اور ہم لوگ اپنے اثاثے تک صحیح show نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ڈر ہوتا ہے کہ ہم پر ٹیکس لگ جائیگا اور ٹیکس کی وجہ سے پھر ہمارا کچھ سرمایہ حکومت کے خزانے میں چلا جائیگا۔ بات یہاں موجودہ حکومت کی نہیں ہے کہ اِس حکومت کو وقت پورا کرنا چاہیے یا نہیں؟ بلکہ یہاں جمہوریت کی بات ہے۔ ہر وقت جب بھی، جس وقت سے مَیں نے سیاست میں قدم رکھا ہے، اُسوقت سے ابتک جتنا بھی وقت، عرصہ گزرا ہے وہاں جب بھی ایک حکومت آتی ہے تو دوسری بڑی opposition ہے اُسکی مخالفت کرتی ہے۔ اور اُسے گرانے کی کوشش کرتی ہے۔ آج بھی یہی صورتحال ہے۔ مگر اِس صورتحال کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہمیں مطلب کہنا لازمی طور ہے کہ کیا موجودہ حکومت میں وہی چیزیں ختم ہوئی ہیں؟۔ کیا موجودہ حکومت میں فوجی آپریشنز ہوئے ہیں؟۔ کیا موجودہ حکومت میں ظلم و جبر کا خاتمہ ہوا ہے؟۔ کیا موجودہ حکومت میں سیاست پرستی کا خاتمہ ہوا ہے؟۔ کیا موجودہ حکومت میں ٹیکس چوری کا خاتمہ ہوا ہے؟۔ کیا موجودہ حکومت میں سیاسی قدغنیں نہیں ہیں؟۔ کیا موجودہ حکومت میں میڈیا مکمل آزاد ہے یا وہ دوسری چیزیں جو ہیں وہ اپنے طور پر صحیح کام کر رہی ہیں؟۔ کیا موجودہ حکومت میں corruption ختم ہو چکی ہے؟۔ نہیں ہر ایک کو ماننا پڑیگا۔ حکومت کے اپنے لوگ بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت میں corruption ختم نہیں ہوئی ہے۔ موجودہ حکومت میں وہی پرانا ڈھانچہ چل رہا ہے Establishment کا اور Bureaucracy مطلب وہ پیسے جمع کرتے رہیں اور پیسہ بناتے رہیں اور لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے رہیں۔ آج بھی اگر ہم دیکھیں کہ اگر ہم اس معاشرے کو، اس سوسائٹی کو، اس نظام کو جب تک تبدیل نہیں کریں گے اُسوقت تک ہماری حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔ میں کہتا ہوں کہ مغربی جمہوریت ہمارے مسائل کا حل نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فوجی حکومت ہمارے مسائل کا حل نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں، ہمارے مسائل کا حل اسلام میں ہے۔ اور اسلام نے ہمیں سب کچھ دیا ہے۔ چونکہ اسوقت پاکستان میں جمہوریت کی بات چل رہی ہے۔ democracy کی بات چل رہی ہے۔ میں اپنے طور یہی کہونگا کہ اس

حکومت کو اپنے پانچ سال پورے کرنے دینے چاہئیے۔ اسلئے تاکہ میرے دوستوں کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ اپنے آپکو سیاسی شہیدوں میں شمار کریں کہ ہماری حکومت ختم کردی گئی اور ہماری حکومت اُلٹ دی گئی اور ہمیں موقع نہیں دیا گیا کہ ہم لوگوں کی خدمت کرسکیں۔ اسطرح دوسرے لوگوں کو بھی یہ سوچنا چاہیے کہ وہ ایک جمہوری حکومت کو کیوں ختم کرنے کے دَرپے ہیں اور وہ کن کی خدمت کررہے ہیں۔ کیا وہ بُوٹوں کے انتظار میں ہیں کہ بُوٹ والے ہمارے مسائل حل کریں گے۔ بوٹوں والے کئی مرتبہ آئے ہیں۔ اُنہوں نے ہمارے مسائل حل کئے ہیں؟۔ آپ جنرل مشرف ہی کا مثال لے لیں۔ جنرل مشرف نے کیا کیا؟ اپنے دَورِ اقتدار میں، طویل عرصہ دَورِ اقتدار میں قدم رکھا۔ لیکن وہاں پر اُنہوں نے وہ مسائل پاکستان کو دیئے جن سے آج تک ہم اپنے آپ کو چھڑا نہیں سکتے۔ سب سے پہلے امریکہ کا حملہ افغانستان پر، اُنکو logistic support دینا۔ آج ہم اُسمیں گرے ہوئے ہیں۔ کبھی ہم NETO کی سپلائی بند کرتے ہیں۔ کبھی ہم ڈرون حملے بند کرنے کیلئے مطالبات کررہے ہیں۔ کبھی کیا کررہے ہیں۔ یہ مسائل کس کی وجہ سے ہوئے؟۔ یہ جنرل مشرف ہی کہ وجہ سے ہوئے۔ پاکستان میں تشدد کو جو ہوا ملی۔ پاکستان میں تشدد میں جو اضافہ ہوا، وہ جنرل مشرف ہی کی دَور سے ہوا۔ لال مسجد پر حملہ کیا، جامعہ حفصہ کو شہید کیا۔ اور لاکھوں لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ کسی نے نہیں پوچھا، وہ باعزت یہاں سے چلا گیا۔ اور آج بھی باعزت زندگی گزار رہا ہے۔ اس طرح کی جمہوریت جسطرح کی جنرل مشرف کی تھی، اس طرح کی جمہوریت اُس نے کہا ''کہ ریفرنڈم کے ذریعے کبھی ہم NETO کی سپلائی بند کرتے ہیں۔ کبھی ہم دوسرے ڈرون کے حملے بند کرنے کیلئے مطالبات کررہے ہیں۔ کبھی کیا کررہے ہیں اور کبھی کیا کررہے ہیں۔ یہ مسائل کس کی وجہ سے ہوئے؟۔ یہ تو جنرل مشرف ہی کہ وجہ سے ہوئے۔ پاکستان میں تشدد کو جو ہوا ملی۔ پاکستان میں تشدد میں جو اضافہ ہوا، وہ جنرل مشرف ہی کی دَور سے ہوا۔ لال مسجد پر حملہ کیا، جامعہ حفصہ کو شہید کیا۔ اور لاکھوں لوگوں کو جو ہے مطلب تہ تیغ کیا۔ کسی نے نہیں پوچھا، وہ باعزت طور پر یہاں سے چلا گیا۔ اور وہ آج بھی باعزت زندگی گزار رہا ہے۔ اس طرح کی جمہوریت جسطرح کی جنرل مشرف کی تھی، اس طرح کی جمہوریت جو اُس نے کہا ''کہ ریفرنڈم کے ذریعے مَیں ایک جمہوری، سیاسی اور عوامی صدر بن چکا ہوں''۔ اسطرح کی جمہوریت ہم لوگوں کو نہیں چاہیے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اس حکومت کو اپنا وقت پورا کرنا چاہیے، پانچ سال پورے کرنے چاہئیں اور انہیں باقاعدہ موقع دینا چاہیے تاکہ یہ ایک جمہوری، سیاسی اور عوامی صدر بن چکا ہوں''۔ اسطرح کی جمہوریت ہم لوگوں کو نہیں چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حکومت کو اپنا وقت پورا کرنا چاہیے، پانچ سال پورے کرنے چاہئیں اور انہیں موقع دینا چاہیے تاکہ یہ اپنی پوری صلاحیتوں کو استعمال کریں۔ لوگ دیکھ لیں گے،

آیا وہ کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں؟۔لہٰذا میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں تا کہ یہ پانچ سال پورے ہوں۔

جناب اسپیکر۔ شکریہ جی۔ Thank you۔سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے؟ قرارداد، جمہوری نظام کے استحکام کے حوالے سے پیش کی گئی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔سلیم کھوسو صاحب point of order پر کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سلیم احمد کھوسو(وزیر زکواۃ،عشر، حج واوقاف) Thank you جناب اسپیکر صاحب! جناب عالیٰ، میرے حلقے کے دو اہم مسئلے ہیں۔ایک تو ایجوکیشن کے حوالے سے ہے، جمالی صاحب تو تشریف نہیں رکھتے، طاہر محمود صاحب موجود ہیں۔ میں تھوڑا سا کہنا چاہونگا۔وہاں جعفرآباد،ڈیرہ اللہ یار میں ایک دفتر ہے ڈپٹی ڈائریکٹر فیمیل ایجوکیشن کا۔تقریباً 15,20 سال سے وہاں کام کررہا ہے۔تو ابھی جناب عالیٰ! اُس دفتر کو اوستہ محمد shift کیا جارہا ہے۔یہ اسوقت ڈیرہ اللہ یار میں موجود ہے جو جعفرآباد کا centre ہے۔اگر ایک طرف اسکو لیجایا جائیگا تو وہاں کے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی۔تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس طرح کے احکامات نہ کیئے جائیں۔وہاں کے لوگوں کو اس سے کافی تکلیف ہوگی۔دوسرا جناب اسپیکر صاحب! law and order کی situation پر میں تھوڑی سی جعفرآباد کے حوالے سے بات کرنا چاہونگا۔کافی دو،ڈھائی، تین، چار مہینے سے کافی خراب تھی، کچھ بہتری ضرور آئی ہے اُسمیں، لیکن ابھی بھی وہاں پر کافی کام کرنے کی ضرورت ہے۔دو، تین مہینے پہلے وہاں کے زمیندار حاجی علی احمد کنرانی صاحب کو اغواء کیا گیا جو اس وقت تک بازیاب نہیں ہوسکا ہے۔ جناب عالیٰ! میری آپ سے گزارش ہے کہ اسکے اُوپر آپ سخت رُولنگ دیں اور ساتھ law and order کی situation پر اور حاجی علی احمد کو بازیاب کرانے کے حوالے سے رولنگ دی جائے، اُسکو جلد از جلد بازیاب کیا جائے۔ جب DPO سے رابطہ کیا جاتا ہے اُن سے بات کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں'' کہ ہمارے پاس وسائل کی بہت کمی ہے۔خاص طور پر vehicles کی''۔تو وہاں vehicles مہیا کئے جائیں۔تا کہ وہاں پیٹرولنگ اور گشت کیا جائے تا کہ اسطرح کی وارداتوں کو control کیا جاسکے۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر:۔ ایک منٹ، طاہر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔آپ سیکنڈری ایجوکیشن کے concerned officers کو کہیں کہ جو point out کیا ہے، جو shift ہورہا ہے ایجوکیشن کا office۔ یہ کیا ہے Problem؟۔

طاہر محمود خان(وزیر کالجز، ہائر ایجوکیشن وٹیکنیکل ایجوکیشن):۔ جی ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی کرلیں۔اور Law Minister صاحب! آج ذرا Home Department سے ذرا take up کریں، جو معزز وزیر سلیم کھوسہ صاحب نے بات کی ہے،ٹھیک ہے جی۔جی بشر دوست صاحب

سے مَیں لے لوں وہ point of order پر ہیں۔ جی بشر دوست صاحب۔

عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات):۔ جناب اسپیکر صاحب! جسطرح آپکو معلوم ہے کہ کوئٹہ میں گیس کا بحران ہے اور اِس پر کافی بات ہوئی۔

جناب اسپیکر:۔ اس پر 28 تاریخ کو بحث ہوگی دو گھنٹے کی۔

عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات):۔ نہیں مَیں دوسری بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ ہمارے شہر ژوب میں بجلی کا بحران اس سے بہت شدید تر ہے۔

جناب اسپیکر۔ یہ دو گھنٹے جب بحث ہوگی ناں بشر دوست صاحب! آپ اسمیں حصہ لیجیئے گا۔ گیس اور بجلی پر اُس دن آپ بات کی کیجیئے گا۔

عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات)۔ جی۔

جناب اسپیکر۔ جی شاہنواز صاحب!

میر شاہنواز مری (وزیر کھیل و ثقافت) بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔ شکریہ جی آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ مَیں اپنے حلقہ کوہلو میں ایک 50 bedded hospital تین سال پہلے قائم ہو چکا ہے اور اسکے دو دفعہ انٹرویوز لئے جا چکے ہیں، اور مَیں نے بار بار وزیر صحت اور چیف منسٹر صاحب سے اور even DO letter کے through جو انکے پارلیمانی لیڈر ہیں Senior Minister اُن سے عرض کر چکا ہوں ابھی تک جناب وہ لوگوں کو بھرتی نہیں کرتے، 65 پوسٹیں خالی پڑی ہیں۔ اور ابھی تک اس اسپتال کا ایم ایس بھی appoint نہیں ہوا ہے۔ سامان میں کچھ خریدا جا چکا ہے۔ لیکن ابھی تک operational نہیں ہے۔ سامان دو سال سے hospital کے باہر پڑا ہے، وہ سب تباہ ہو رہا ہے۔ سب زنگ آلود ہو رہا ہے۔ تو اس اسپتال کا مقصد کیا ہے؟ یہ کب functional ہوگا؟

جناب اسپیکر۔ مری صاحب! آپ بیٹھیں۔ Health Minister صاحب نے سُن لیا۔ Please اس پر action لیجیئے گا، جو بھی ہوتا ہے۔

(وزیر صحت):۔ Thank you جناب اسپیکر! میرے خیال میں آج تک 16 سو 43 آرڈر مَیں کر چکا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔

(وزیر صحت):۔ ایک بات میں point-out کرنا چاہتا ہوں تاکہ سارے معزز اراکین کے ذہن میں آجائے۔ اور یہ Court میں بھی چیلنج ہو گیا تھا اور الحمدُ للہ فیصلہ department کے حق میں آیا۔ کہ اسمیں جو

ٹیکنیکل پوسٹیں ہیں، اسکے لئے کہ پاکستان کے مختلف صوبوں کے مختلف شہروں سے جو مختلف institutes ہیں، جہاں سے وہ ڈِگری لاتے ہیں۔ اُن کی verification میں ہمیں بہت بڑی مشکل دَرپیش آتی ہے۔ جونہی ہمارے مسائل حل ہو جائینگے یہ آرڈرز ہو جائینگے۔ thank you جناب۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے Thank you جی۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 28 جنوری 2012ء بوقت 11 بجے صبح تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 12 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔